محمد معاویہ رضوان

گورنمنٹ کالج لاہور بے دین پروفیسروں کی زد میں

تعلیمی ادارے کسی بھی قوم کی نسل نو کو بناتے، سنوارتے اور اُجالتے ہیں۔ان میں نصابی کتب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تعمیر سیرت و کردار کا فریضہ بھی انجام دیا جاتا ہے۔وطن عزیز میں ان اداروں کی ذمہ داری میں ایک اور اضافہ ہوجاتا ہے اور وہ یہ کہ تعلیم وتعلم اور اخلاقیات کو اس مملکت کے نظریہ اساسی کے مطابق ڈھالا جائے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک نوجوان جب ان تعلیمی اداروں سے فراغت کے بعد معاشرتی زندگی میں قدم رکھے تو وہ اپنے اہل خانہ اور اس سے بڑھ کر اہل وطن کے لئے کسی قسم کی خجالت کا سبب نہ بنے وہ نہ صرف مفید شہری ہو بلکہ اکل کھرا مسلمان اور سچا پاکستان بھی ہو۔شومئ قسمت سے بعض اوقات علم وآگہی کے ان چشموں کا بہاؤ کسی نہ کسی بحران کا شکار بھی ہوجاتا ہے۔جیسے پچھلے دنوں پاکستان کی قدیم تعلیمی درسگاہ گورنمنٹ کالج لاہور میں ہوا۔ان رسوا کن واقعات کی اجمالی تصویر اخبارات کی زینت بنی، لیکن عینی شاہدوں کے مطابق جو کچھ ہو چکا اور ہو رہا ہے، اخبارات میں چھپنے والے حالات ان سے کہیں زیادہ تباہ کن کیفیات پیدا کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔تعجب ہے کہ ایک اسلامی ملک کی حکومت نے تاوم تحریر ملحدانہ نظریات کے حامل منہ زور پروفیسران کے خلاف کوئی تادیبی کاروائی نہیں کی۔البتہ ان کافرانہ افکار کے حامل پروفیسران کے خلاف آواز حق بلند کرنے والے حق پرست اساتذہ کو قتل کی دھمکیاں دی گئیں اور کالج بدر کر دیا گیا۔راقم نے گورنمنٹ کالج لاہور کا دورہ کیا۔مختلف اساتذہ اور بہت سے طلباء وطالبات کے انٹرویو کیے۔جن کے مطابق بننے والی اصل تصویر ملاحظہ فرمائیے۔

☆ ۱۹۹۷ء میں گورنمنٹ کالج لاہور کے خود مختار ادارہ بنتے ہی ایم اے اکنامکس، ایم اے سیاسیات، بی اے اسلامیات، بی اے انگلش کے نصاب میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں کی گئیں۔

☆ اکنامکس اور سیاسیات کے کورس سے اسلامی حصہ حذف کر دیا گیا۔بی اے کی اسلامیات میں سے حدیث وسنت کو نکال دیا گیا۔بی اے، بی ایس سی کی انگلش لازمی میں شراب کے استعمال، جانوروں اور انسانوں کے جنسی تجربات، ننگی اور فحش تصاویر اور سور کے گوشت کے فائدے وغیرہ وغیرہ۔ان کے خلاف اساتذہ اور طلباء نے زبردست احتجاج کیا۔روزنامہ ''نوائے وقت'' اور ''پاکستان'' نے شدت سے آواز اٹھائی۔یہ ۹۸۔۱۹۹۷ء کا واقعہ ہے۔نتیجتاً پروفیسر راؤ جلیل شعبہ انگریزی اور رشید احمد گل ہیڈ آف انگلش ڈیپارٹمنٹ کو فوری طور پر کالج سے ٹرانسفر کر دیا گیا۔دونوں کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے اس فحش نصاب کے خلاف احتجاج کیا تھا۔جوثریا شفیع میر نے مرتب کیا تھا۔موصوفہ آج بھی کالج میں دندناتی پھرتی ہیں۔

☆ جنوری ۱۹۹۸ء میں تھرڈ ایئر اسلامیات اختیاری کے طلباء نے کلاس روم میں پروفیسر محمد رفیق کی ملحدانہ گفتگو خفیہ طور پر ریکارڈ کی۔ایک کیسٹ ڈی پی آئی کالجز پنجاب میں دفتر میں ۱۹۹۸۔۱۔۱۶ کو حوالہ نمبر ۵۵۹ کے تحت جمع کروائی۔اس کیسٹ کو بعد ازاں ڈمپ کر دیا گیا۔

جواب بھی ڈائریکٹر (جنرل) ڈی پی آئی آفس عبدالرحمٰن لدھیانوی کے پاس موجود ہے۔

☆ ۱۹۹۹ء میں پروفیسر حافظ ثناء اللہ کو شعبہ اسلامیات کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ انہوں نے نصاب میں تبدیلی کی کوشش کی تو پروفیسر رفیق نے زبردست مزاحمت کی۔ یادر رہے پروفیسر محمد رفیق ریٹائرڈ ہو چکے تھے مگر Contract کے تحت اب بھی وہاں ملازمت کر رہے ہیں۔ انہوں نے بورڈ آف سٹڈیز کے اجلاس میں گھس کر اس قدر گندی زبان استعمال کی کہ پناہ خدا۔

☆ اس واقعہ کے دو ماہ بعد پروفیسر رفیق نے کالج پرنسپل کی پشت پناہی سے پروفیسر ثناء اللہ کو ٹرانسفر کروادیا اور خان محمد چاولہ کو صدر شعبہ اسلامیات مقرر کر دیا گیا۔

☆ شعبہ اسلامیات کے تمام اراکین نے نصاب تبدیل کروانے کے لئے آواز اٹھائی جو پروفیسر شریف اصلاحی اور پروفیسر شاہد اقبال کے لیے تازیانہ ثابت ہوئی۔ انہیں اس جرم میں کالج سے ٹرانسفر کر دیا گیا۔

☆ خان محمد چاولہ ایم اے اسلامیات نہیں تاہم وہ بی اے بی ایس سی کی اسلامیات پڑھاتے ہیں جو اس تاریخی تعلیمی ادارے کے قوانین کی شدید خلاف ورزی ہے۔

☆ ستمبر ۲۰۰۰ء میں پروفیسر شمس الدین اور پروفیسر نوید حسین کو ڈی او دیگر گورنمنٹ کالج میں تعینات کیا گیا۔ جب پروفیسر رفیق نے خان محمد چاولہ کی معاونت سے نئے اساتذہ کو اپنے لادین نظریات کا قائل کرنے کی کوشش کی تو ہر دو حضرات نے نہ صرف انکار کیا بلکہ اس بے لگام فکری رجحان پر سخت احتجاج کیا۔

☆ فروری ۲۰۰۱ء کو رجسٹرار گورنمنٹ کالج لاہور نے شعبہ علوم اسلامیات کے اساتذہ کو گواہی کے لیے بلایا۔ یہ گواہی اس شکایت پر لی گئی جو طلباء نے گورنر پنجاب اور سیکرٹری ایجوکیشن کو پروفیسر رفیق اور خان محمد چاولہ کے عقائد و نظریات کے بارے میں شعبہ علوم اسلامیات کے چار پروفیسران شمس الدین، سرفراز جعفری، وسیم قریشی اور نوید حسین نے قرآن اٹھا کر حلف دیا کہ پروفیسر رفیق اور چاولہ ایسی ہی باتیں کرتے ہیں۔ رجسٹرار نے یہ بات کہہ کر ختم کر دیا کہ اس بات کو باہر نہ کریں اور بھول جائیں اور پرنسپل کے سامنے جا کر کہا کہ انہوں نے آپس میں صلح کر لی ہے اور لڑائی ختم ہو گئی ہے۔ جب کہ یہ آپس کی لڑائی نہیں بلکہ یہ تو گواہی تھی۔

☆ پروفیسر شمس الدین نے پرنسپل کو چاولہ اور رفیق کے بارے میں ایک طویل خط لکھا۔ مگر پرنسپل نے کوئی نوٹس نہ لیا۔ طلباء نے پروفیسر رفیق اور چاولہ کے ملحدانہ نظریات کے خلاف پمفلٹ تقسیم کیے۔ پرنسپل نے ان کا ذمہ دار پروفیسر شمس الدین اور دیگر پروفیسران کو ٹھہرایا

☆ اسی دوران پروفیسر شمس الدین نے رفیق اور چاولہ کے ملحدانہ نظریات کے خلاف اپنی جنگ جاری رکھی۔ کالج میں حالات کی خرابی اور پروفیسر خان محمد چاولہ کے اسلام دشمن لیکچرز اور کفریہ عقائد کے خلاف ملک بھر کے علماء کرام نے سخت بیانات دیئے، اس پر خفیہ ایجنسیاں بھی متحرک ہو گئیں۔ پرنسپل نے انتظامیہ کو مذکورہ پروفیسران سے ملنے نہ دیا۔ اور اثر ورسوخ سے تحقیقات ختم کروادی گئیں۔

☆ ۲۰۰۱-۴-۱۸ کو سیکورٹی کے انچارج ریٹائرڈ میجر سید نے پروفیسر نوید حسین کو بلا کر ڈرایا، دھمکایا اور دھمکیاں دیں۔

☆ ۲۰۰۱-۴-۱۸ کو ہی پروفیسر وسیم قریشی جو نابینا ہیں کو سیڑھیوں سے دھکا دیا۔ پرنسپل نے نوید حسین اور وسیم قریشی کی کالج سے ٹرانسفر کے لیے سیکرٹری کو کہا۔ اس طرح چار پروفیسران جنہوں نے قرآن اٹھایا تھا، تین کو ٹرانسفر کر دیا گیا۔

☆ جید علماء نے نصاب کو غیر اسلامی قرار دیا۔ اخبارات نے اس بارے میں خبریں اور اداریے لکھے مگر تا دم تحریر کوئی کاروائی نہیں کی گئی۔ انتظامیہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اور اتنے بڑے ادارے میں غیر اسلامی تعلیمات پروشام طرازی کے لیے پرنسپل، چاولہ اور رفیق کو کھلی چھٹی دے دی گئی۔

آیئے اس عظیم درسگاہ میں شعبہ اسلامیات کے ہیڈ خان محمد چاولہ کے فاشی، ارتداد و الحاد پر مبنی گستاخانہ نظریات و عقائد اور نصاب پر ایک اچٹتی سے نظر ڈالیں۔

پروفیسر خان محمد چاولہ کے اعتقادات و نظریات:

۱- دورِ حاضر میں مجتہد نبوت کے منصب پر فائز ہے کیونکہ ایک مجتہد نبوت کا فریضہ ادا کرتا ہے۔

۲- جو لوگ عمل صالح کریں اور اللہ پر ایمان نہ لائیں، اللہ انہیں جہنم میں داخل نہیں فرمائے گا۔

۳- متقی اور پرہیز گار شخص پر نماز فرض نہیں، صرف گنہگار اور سیاہ کار شخص نماز ادا کرے۔ کیونکہ قرآن نے کہا ہے۔ (ترجمہ) ''بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔'' جو مریض نہیں وہ دوا کیوں استعمال کرے گا۔ بے حیاء اور بدکار آدمی کو نماز ضرور پڑھنی چاہیے۔

۴- قرآن پاک میں جہاں سور کا گوشت حرام قرار دیا گیا وہاں اس سے مراد خنزیر نہیں، جو گھروں میں پالے جائیں۔ چونکہ وہ گندگی نہیں کھاتے لہٰذا وہ خنزیر کھانا حلال ہے۔ علت نجس ہونے کی ہے۔ جب علت ختم ہوگئی تو سور نجس نہیں رہا، اس کو خود پالا گیا اور گندگی سے بچایا تو عین حلال ہے۔

۵- حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مرتدین زکوٰۃ سے زکوٰۃ وصول کر کے دینی فریضہ ادا نہیں کیا بلکہ سیاسی بصیرت کا ثبوت دیا۔

۶- حضرت عمرؓ نے عیسائی قبیلے بنی تغلب سے ایک موقع پر جزیہ کی بجائے زکوٰۃ وصول کی تھی اور ایسا مصلحت کی بناء پر کیا تا کہ سٹیٹ کو تحفظ حاصل ہو۔

۷- حدیث قرآن کو منسوخ کرتی ہے۔ بندہ خدا کی صفات کا مظہر ہے۔ لہٰذا ایک خدا کا تصور ہے۔ بندہ خالق بھی ہے رازق بھی ہے، رحیم بھی ہے۔ کئی خداؤں کا تصور قرآنی تعلیمات کے برعکس نہیں۔

۸- خلفائے راشدینؓ کے زمانہ میں کفر و مشرکین کو بیت اللہ میں جانے سے نہیں روکا جاتا تھا۔

۹- آج کل کے یہود و انصاری کو قلبی دوست بنایا جاسکتا ہے چونکہ یہ اہلِ کتاب ہیں۔

۱۰- جب تک ہم قرآن کو نہیں چھوڑیں گے، ترقی نہیں کر سکتے۔ قرآن نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے، ہدایت بھی دی ہے مگر زیادہ گمراہ ہوئے ہیں۔

۱۱- فقہاء کا عقل کا خانہ خالی تھا۔ پرائیویٹ سیکٹر کا اجتہاد میں نہیں مانتا۔ صرف حضرت عمرؓ کے اجتہادات کا میں قائل ہوں۔ امام مالکؒ کے اجتہاد کو میں نہیں مانتا۔

۱۲- چاولہ صاحب فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے خیر الناس من ینفع الناس اس سے ثابت ہوا کہ جن لوگوں نے انسانیت کے لیے مفید کام کیے وہی اچھے لوگ ہیں یعنی جنہوں نے جہاز بنائے، بجلی بنائی، نئی نئی ایجادات کیں اور انسانیت کو نفع پہنچایا وہی اچھے لوگ ہیں۔ اعمال صالح کے ساتھ ایمان سے مراد صرف ہوش مندی اور بلوغت ہے۔ یہ کیا مضحکہ خیز بات ہے کہ مولوی جو کوئی کام بھی نہیں کرتے جنت میں چلے جائیں اور انسانیت کی خدمت کرنے والے جہنم میں جائیں۔

۱۳- روزہ انسانی قویٰ کو مضمحل کر دیتا ہے جبکہ قرآن انسان کو مضبوط اور طاقتور دیکھنا چاہتا ہے۔ روزہ سے انسان کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔ طالب علم اگر کمزور ہوگا تو پڑھائی کیسے کرے گا۔

اس تاریخی مرکز علم وآگہی کا موجودہ نصاب ملاحظہ فرمایئے

انسان اللہ کے حکم کا پابند نہیں۔ شیطان انسان کا دوست اور رہنما ہے۔ دنیا آزمائش گاہ نہیں۔ احادیث کو عمومی حیثیت دینا غلط ہے۔ مسلمان کے لیے کلمہ بنیادی شرط نہیں۔ نماز ہر زبان میں پڑھی جاسکتی ہے۔ نبی ﷺ کی باتیں حرف آخر نہیں ہیں۔ حضور ﷺ کو موسیقی پسند تھی۔ نمازوں میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ متقی اور پرہیزگار پر نماز فرض نہیں۔ صفحہ نمبر ۱۰۱، اجتہادی مسائل جعفر شاہ پھلواڑی۔ خطا کار آدم کو بے خطا فرشتوں پر کیوں فضیلت حاصل ہوئی۔ صفحہ نمبر ۱۳ قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں ملتی جس سے ثابت ہو کہ اسلام کوئی خاص طرز حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ صفحہ نمبر ۱۰۱۔ حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں تو انجیل کو منسوخ کر چکا ہوں۔ قرآن کو مانو اور انجیل سے باز رہو۔ صفحہ نمبر ۵۶۔ یہ باتیں بی اے، بی ایس سی اسلامیات کے نصاب میں شامل ہیں۔

یہ نصاب گورنمنٹ کالج کی چار دیواری میں پڑھایا جاتا ہے۔ اب خود ہی ملاحظہ فرمائیں ایسے نظریات وافکار کا طالب علم کے ذہنوں پر کیا اثر ہوگا۔ پھر سچے مسلمان بننے کی بجائے کیا ہو جائیں گے۔ اس کا جواب کون دے گا؟ گورنمنٹ سے مطالبہ ہے کہ گورنمنٹ کالج لاہور کے پرنسپل اور اسلام دشمن پروفیسران کو فوری طور پر کالج سے نکالا جائے اور گورنمنٹ کالج لاہور کا نصاب تبدیل کیا جائے۔ اس واقعہ کی تحقیقات کے لیے اعلیٰ سطحی عدالتی کمیشن قائم کیا جائے۔

علمی، تاریخی سوانحی اور دینی کتب

تحریک مسجد شہید گنج	جانباز مرزا مرحوم	100/=
خطبات فاروقی شہیدؒ (جلد۲)	علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کے خطبات	400/=
آتشِ ایران	ایرانی سازشوں کی کہانی، اخباروں کی زبانی	80/=

رابطہ: بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون 061-511961